روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

ہفتہ 7 ستمبر 2013ء .... 1434 ہجری 7 تبوک 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 204

میں فدائے یار ہوں

لوگ کچھ باتیں کریں میری تو باتیں اور ہیں
مَیں فدائے یار ہُوں گو تیغ کھینچے صد ہزار

اے مرے پیارے بتا تُو کس طرح خوشنود ہو
نیک دِن ہوگا وُہی جب تجھ پہ ہوویں ہم نِثار

جس طرح تو دُور ہے لوگوں سے میں بھی دُور ہُوں
ہے نہیں کوئی بھی جو ہو میرے دِل کا راز دار

(درثمین)

قرآن کریم، احادیث اور ارشادات حضرت مسیح موعود سے کامل فرمانبرداروں کی علامات ونشانیوں کا بیان

ایسے پاک ہوجاؤ کہ خدا کی اطاعت اور ہمدردی مخلوق کے سوا کچھ نہ ہو

دنیا کی سعید روحیں احمدیت کی خدمت انسانیت کے کاموں کو محبت کی نظر سے دیکھتی ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا 47ویں جلسہ سالانہ برطانیہ سے اختتامی خطاب فرمودہ یکم ستمبر 2013ء کا خلاصہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 47 ویں جلسہ سالانہ برطانیہ 2013ء کے اختتامی اجلاس میں شرکت کے لئے مورخہ یکم ستمبر 2013ء کو پاکستانی وقت کے مطابق 8:20 بجے جلسہ گاہ تشریف لائے۔ 8:40 بجے حضور انور نے اجلاس کی کارروائی کا آغاز فرمایا اور مکرم حافظ طیب احمد صاحب نے سورۃ الزمر کی آیات 22 تا 27 کی تلاوت کی اور اردو ترجمہ پیش کیا۔ ازاں بعد فلسطین کے احمدیوں کے ایک گروپ نے حضرت مسیح موعود کا عربی قصیدہ ترنم سے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم سید عاشق حسین صاحب نے حضرت مسیح موعود کا فارسی قصیدہ پیش کیا۔

حضور انور نے مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر برطانیہ کو احمدیہ پیس پرائز سال 2013ء کے حقدار کا اعلان کرنے کے لئے بلایا۔ یہ ایوارڈ 2009ء میں دنیا کے ان افراد کے لئے جاری کیا گیا تھا جو انسانیت کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ اس سال کا ایوارڈ میگنس مقفارلین بیرو Magnus Macfarlane Barrow کو دوران سال بچوں اور سیلاب زدگان کی نمایاں خدمات سرانجام دینے پر حضور انور کی طرف سے عطا کیا جائے گا۔ ان کی ایک کمپنی میری میلز (Mary's Meals) ہے جو سکول کے بچوں کو روزانہ بڑی تعداد میں ایک وقت کا کھانا مہیا کرتی ہے۔

ایوارڈ کے اعلان کے بعد مکرم امیر صاحب نے برطانیہ میں تاریخ احمدیت کا مختصر خاکہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم خدا کے حضور شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں برطانیہ میں بے شمار ترقیات سے نوازا۔ انہوں نے جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے اس مبارک موقع پر شکر کے جذبات کے ساتھ ایک لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ سیدنا حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کئے۔ حضور انور نے از راہ شفقت اس کو قبول فرماتے ہوئے اعلان فرمایا کہ میں یہ رقم IAAAE کو افریقہ میں ماڈل ویلج کے لئے دیتا ہوں اور یہ تحفہ جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے صدقہ جاریہ ہوگا۔

ازاں بعد سیکرٹری صاحب تعلیم یوکے نے مختلف تعلیمی میدانوں میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کے نام پڑھے اور سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان طلباء کو اسناد و میڈلز عطا فرمائے۔ نیز برطانیہ میں احمدیت کے سو سال مکمل ہونے پر صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں مقابلہ مقالہ نویسی میں انصار، خدام اطفال میں اول آنے والوں کو انعامات عطا فرمائے۔ اس کے بعد مکرم محمد عصمت اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کا بابرکت منظوم کلام ع

"اے خدا اے کارساز وعیب پوش وکردگار"

ترنم سے پیش کیا۔

پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی خطاب فرمایا۔ آغاز میں حضور انور نے تشہد، تعوذ، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الحج کی آیت 79 کی تلاوت فرمائی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا دین حق اور اس کے کامل فرمانبرداروں کو خدا تعالیٰ نے جس نام سے پکارا ہے۔ ان ناموں اور حروف کی تراکیب سے جو معنی اور تصور ابھرتا ہے وہ بہت ہی خوبصورت ہے۔ یعنی حفاظت، امن، غلطیوں سے آزادی، اخلاقی برائیوں سے آزادی، خدا کی کامل فرمانبرداری، مضبوط تعلق اور بنی نوع سے محبت کا تعلق کے معانی اس میں شامل ہیں۔ دین حق کا کامل فرمانبردار وہی ہے جو شرارتوں، بغض، کینہ اور فتنہ فساد سے خود بھی بچتا اور دوسرے بنی نوع کو بھی اس سے بچاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے دین حق کی وضاحت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کے یہی معنی ہیں کہ پیشگی مول دیا جائے یعنی خود کو خدا کے سپرد کر دیا اور صلح کے طالب ہوں اور آیت بلیٰ من اسلم ...... سے مراد وہی ہیں۔ جو خدا کی راہ میں اپنے وجود کو سونپ دیوے، وقف کر دیوے، نیک کاموں پر قائم ہو جاوے، تمام طاقتیں اعتقادی اور عملی طور پر اسی کی راہ میں لگا دے۔ اعتقادی طور پر اس طرح کہ خدا کے عشق کی تعلیم کو مان لے اور عملی طور پر حقیقی نیکیاں اس طرح بجالائے کہ گویا خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کامل فرمانبردار وہی ہے جو خدا کی رضا کے لئے خدا کے بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے اور مخلوق کو ہر شر سے محفوظ رکھنا اس کے لئے ضروری ہے۔ اپنی انانیت کو چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے، اس کے چہرہ کے لئے، اس کی خوشنودی کے لئے اپنے نفسانی جذبات کو مٹا ڈالے اور ایسا انقلاب اور تبدیلی پیدا کرے کہ اس میں خدا کی اطاعت اور ہمدردی مخلوق کے سوا کچھ نہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا آج روئے زمین پر

بقیہ صفحہ 2

امام وقت کا کام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں۔

"مختلف طبیعتیں ہیں مختلف تربیتی دوروں میں سے انسان گزرتا ہے اور خلیفہ وقت اور امام وقت کا یہ کام ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت کو تربیت کے مقامات میں سے درجہ بدرجہ آگے ہی آگے لئے جاتا چلا جائے تاکہ وہ خدا تعالیٰ کی رضاء کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے والی ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت انہیں بہت زیادہ مل جائے۔"

(خطباتِ ناصر جلد 2 صفحہ 133)

(بسلسلہ فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

احمدی پروفیسرز اور لیکچرار رابطہ کریں

ایسے احمدی احباب وخواتین جو کسی یونیورسٹی میں پڑھا رہے ہوں یا پڑھا چکے ہوں ان سے درخواست ہے کہ وہ نظارت تعلیم سے بذریعہ ای میل رابطہ کریں اور اپنے مندرجہ ذیل کوائف بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

نام مع ولدیت، ایڈریس، فون نمبر، ای میل ایڈریس، تعلیمی قابلیت، مضمون، ادارہ/ یونیورسٹی، موجودہ گریڈ/ پوزیشن، اور تفصیلی CV

info@nazarattaleem.org

فون: 047-6212473 فیکس: 0476212398

(نظارت تعلیم)

سوئمنگ پول سے استفادہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ سوئمنگ پول ماہ ستمبر میں سوئمنگ پول کی سہولت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ انصار، خدام اور اطفال سے اس سہولت سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی درخواست ہے۔

شفٹ کے اوقات: 5:15 تا 6:15 بجے شام (صرف ایک شفٹ)

(مہتمم صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

مشعل راہ

صدق دل سے مانگی گئی دعا خدا رد نہیں کرتا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 22/ اکتوبر 2004ء میں فرماتے ہیں۔

ایک روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا ہے۔ بڑا کریم اور سخی ہے جب بندہ اس کے حضور دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے۔ تو وہ ان کو خالی اور نا کام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔ یعنی صدق دل سے مانگی گئی جو دعا ہے اس کو رد نہیں کرتا اس کو قبول کر لیتا ہے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ان اللہ حیيی کریم)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو مانگیں صدق دل سے مانگنا چاہئے۔ گزشتہ گناہوں اور غلطیوں کی معافی مانگی جائے اور آئندہ کے لئے نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے۔ اور پھر اس کے لئے کوشش بھی کی جائے تو اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ’’جس طرح خدا تعالیٰ کی کتابوں میں نیک انسان اور بدانسان میں فرق کیا گیا ہے اور ان کے جدا جدا مقام ٹھہرائے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں ان دو انسانوں میں بھی فرق ہے جن میں سے ایک خدا تعالیٰ کو چشمۂ فیض سمجھ کر بذریعہ حالی وقالی دعاؤں کے اس سے قوت اور امداد مانگتا اور دوسرا صرف اپنی تدبیر اور قوت پر بھروسہ کر کے دعا کو قابل مضحکہ سمجھتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ سے بے نیاز اور متکبرانہ حالت میں رہتا ہے۔ جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا اور اس سے حل مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دعا کو کمال تک پہنچاوے‘‘۔ یہاں شرط یہ لگائی کہ دعا کو کمال تک پہنچا دے۔ ’’خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے۔ اور اگر بالفرض وہ مطلب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم کی تسلی اور سکینت خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے‘‘۔ اگر دعا قبول نہیں بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینت عطا ہو جاتی ہے۔ گو کام اس طرح نہیں ہوتا جس طرح اس کی خواہش ہو۔ ’’اور وہ ہرگز ہرگز نامراد نہیں رہتا۔ اور علاوہ کامیابی کے ایمانی قوت اس کی ترقی پکڑتی ہے اور یقین بڑھتا ہے‘‘۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ 236-237)

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس سے اٹھتے تو آپ دعا کرتے (یہ بڑی جامع دعا ہے) اے میرے اللہ! تو ہمیں اپنا خوف عطا کر، جسے تو ہمارے اور گناہوں کے درمیان روک بنا دے اور ہم سے تیری نافرمانی سرزد نہ ہو۔ اور ہمیں اطاعت کا وہ مقام عطا کر جس کی وجہ سے تو ہمیں جنت میں پہنچا دے اور اتنا یقین بخش جس سے دنیا کے مصائب تو ہم پر آسان کر دے۔ اے میرے اللہ! ہمیں اپنے کانوں، اپنی آنکھوں، اور اپنی طاقتوں سے زندگی بھر صحیح صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور ہمیں اس بھلائی کا وارث بنا۔ اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے تو ہمارا انتقام لے۔ اور جو ہم سے دشمنی رکھتا ہے اس کے برخلاف ہماری مدد فرما۔ اور دین میں کسی بھی ابتلاء کے آنے سے بچا۔ اور ایسا کر کہ دنیا ہمارا سب سے بڑا غم اور فکر نہ ہو اور نہ ہی دنیا ہمارا مبلغ علم ہو۔ (یعنی ہمارے علم کی پہنچ صرف دنیا تک ہی نہ رہے) اور ایسے شخص کو ہم پر مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے اور مہربانی سے پیش نہ آئے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب فی جامع الدعوات)

(روزنامہ الفضل 30 دسمبر 2004ء)

بقیہ صفحہ 1 حضور انور ایدہ اللہ کا اختتامی خطاب

جماعت احمدیہ کے علاوہ کوئی ایسی جماعت نہیں جو افریقہ، امریکہ، ایشیا، یورپ اور آسٹریلیا میں ایک ہی جماعت کے طور پر جانی جاتی ہو۔ غیروں میں ہر ایک جگہ اندرونی اختلافات ہیں اور اتحاد و یگانگت کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ ان کا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ہم قرآن شریف کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے کامل فرمانبرداروں کی جو نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ وہ نشانیاں اور علامتیں بھی آج جماعت احمدیہ پر صادق آ رہی ہیں۔ جو ہدایت کے لئے خدا سے دعا مانگتا ہے خدا اس کی مدد کرتا ہے اور اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ میں نے کل جو واقعات سنائے تھے ان میں بھی ایسے بہت تھے جن کی خدا نے خود اپنے فضل سے رہنمائی فرمائی۔ پہلے انبیاء کے ماننے والوں پر زوال ان کے تقویٰ میں کمی کی وجہ سے آیا۔ آج بھی اگر لوگ خدا کی رضا کے لئے تقویٰ سے کام نہیں لیں گے تو خدا کی پکڑ میں آئیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے کامل فرمانبرداروں کی جماعت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے والی ہوتی ہے۔ کل بھی دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں چند واقعات پیش کئے تھے۔ خدا کے فضل سے قرآن کریم کے تراجم کرنے اور ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا کے کناروں تک دین حق کی سچی اور حقیقی تعلیم پھیلانے کی توفیق ساری دنیا میں کسی اور جماعت کو نہیں ملی۔ صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو یہ پیغام ساری دنیا میں پھیلانے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

حضور انور نے احادیث مبارکہ پیش فرمائیں جن میں کامل فرمانبرداروں کی نشانیاں اور علامتیں بیان ہوئی ہیں کہ فساد نہیں کرتے، خون نہیں کرتے، دوسروں کے حقوق ادا کرتے اور اپنے فرائض ادا کرتے ہیں۔ جو کوئی ان پر سلامتی کا پیغام پڑھتا ہے اس کو اپنوں میں سے سمجھتے ہیں۔ ایک دوسرے کی تحقیر نہیں کرتے، خدا تعالیٰ نے ظلم کو اپنی ذات اور انسان کے درمیان حرام قرار دیا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں، تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھانا کھلاؤں۔ تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں کپڑے پہناؤں۔ مجھ سے بخشش مانگو کہ اگر سب لوگ اگلے پچھلے مجھ سے مانگیں اور میں ان کی طلب ان کو دوں تو میرے خزانے میں اتنی بھی کمی نہیں آئے گی جتنی سوئی کو سمندر میں ڈبونے سے سمندر کے پانی میں کمی آئے گی۔ تم سب فرمانبردار ہو جاؤ تو میری بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں اور سب فاجر ہو جاؤ تو میری بادشاہت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ جس کو خیر ملے وہ خدا کا شکر کرے اور اس کی حمد کو بجا لائے اور جو خیر سے محروم رہے وہ اپنی ذات کو ہی متہم کرے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود کے بعض اقتباسات پیش فرمائے جن میں بعض تعلیمات کا ذکر ہے کہ ہم توحید کے قائل ہیں، آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں، قرآن کریم خاتم کتب سماوی ہے، جنت، دوزخ اور حشر اجساد کو حق سمجھتے ہیں۔ توحید، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کو واجب سمجھتے ہیں، ملائکہ کو حق جانتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ انسانیت کی خدمات میں بھی پیش پیش ہے اور پیغام حق کو پھیلانے میں بھی مصروف ہے اس کے بعد حضور انور نے چند واقعات پیش فرمائے کہ لوگوں کو احمدیت کی وجہ سے دین حق اور خدا تعالیٰ کی صحیح پہچان نصیب ہوئی۔ فرمایا جس طرح جماعت احمدیہ دعوت الی اللہ کا کام کر رہی ہے۔ اس طرح دوسری کوئی جماعت، کوئی گروہ اور کوئی فرقہ یہ کام سرانجام نہیں دے رہا اور کوئی نہیں ہو سکتا جو یہ اعزاز ہم سے چھین سکے۔ اس لئے خدا کی تقدیر سے نہ لڑو اور خدا کی آواز سنو۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

حضور انور نے خطاب کے آخر میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کو بڑھاتا چلا جائے، ضرورتمندوں اور حاجتمندوں کا خود محافظ ہو۔ حضور نے دعا کی تحریک فرمائی کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کے احمدیوں کی حفاظت فرمائے اور ہر شر سے ہر احمدی کو بچائے۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد حضور انور نے حاضری کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ سالانہ کی حاضری 31 ہزار 205 تھی اور 89 ممالک کے نمائندگان نے شرکت کی۔ یہ حاضری گزشتہ سال سے 4 ہزار زیادہ ہے۔ اس کے بعد حضور انور سٹیج پر رونق افروز رہے اور احباب جماعت نے نظمیں پڑھیں۔ کافی دیر حضور مختلف زبانوں میں مختلف نظمیں اور نغمے سنتے رہے اور پھر سلام و دعا کے بعد سٹیج سے تشریف لے گئے۔

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

مکرم رفیق طاہر صاحب

ازافاضات حضرت مسیح موعود

علم و معرفت اور سچائی کے نکات پر مشتمل سورۃ فاتحہ کی تفسیر

سیدنا حضرت مسیح موعود سورۃ فاتحہ کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

’’حق بات یہی ہے کہ سُورۃ فاتحہ ہر علم اور معرفت پر محیط ہے۔ وہ سچائی اور معرفت کے تمام نکات پر مشتمل ہے ۔.....فاتحہ ایک ایسا پاکیزہ درخت ہے جو ہر وقت معرفت کے پھل دیتا ہے اور حق وحکمت کے جام سے سیراب کرتا ہے ۔ جب کوئی اپنے دل کے دروازہ کو اس کا نور قبول کرنے کے لئے کھول دیتا ہے۔ تو اس کا نور اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس سورۃ کے پوشیدہ اسرار سے آگاہ ہو جاتا ہے۔‘‘

(ترجمہ از عربی عبارت کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد 7 ص 145)

ذیل میں آپ ہی کی تحریرات پر مبنی سُورۃ فاتحہ کی نہایت مختصر تفسیر پیش خدمت ہے۔ خدا کرے کہ یہ چند الفاظ قارئین کے دلوں میں اس عظیم خزانہ معرفت کو حاصل کرنے کی طلب اور شوق میں اضافہ کا موجب ہوں۔ اس خزانے کو حاصل کرنے کی تحریک دلوں میں پیدا ہو۔ سعی کی توفیق ملے اور بالآخر یہ عظیم الشان فصیح و بلیغ سورۃ ان کی راہنمائی کرتے ہوئے اُنہیں منزل مقصود سے ہمکنار کرے آمین۔

ہر کام کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی تاکید ہے ۔ یہ ایک مقام عجز ہے ۔ گویا اس بات کا اعتراف ہے کہ اے مولیٰ کریم! ساری برکتیں تو فقط تیرے ہی نام سے ہیں۔ اگر تیرے نام کی برکتیں شامل حال نہ ہوں۔ تو کوئی کام بھی صحیح طور پر پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ میں اس بات کا محتاج ہوں کہ میرے اس کام کی احسن پیرائے میں تکمیل کے لئے تو اس میں برکت عطا فرما۔ اپنی صفت رحمانیت کے تحت فضل فرماتے ہوئے ان امور میں بھی مدد فرما جو کہ میری عقل کے احاطہ سے باہر ہونے کی وجہ سے میرے مدنظر نہیں ہیں۔ مگر تو جانتا ہے کہ وہ میرے اس کام کی تکمیل کے واسطے ضروری ہیں اور اے مولیٰ کریم! جو امور میرے مدنظر ہیں۔ ان کے لئے بھی کماحقہٗ کوشش اور محنت کرنے سے میں قاصر ہوں۔ پس تو اپنی صفت رحیمیت کے تحت میری حقیر مساعی میں برکت عطا فرما۔ میری دعاؤں کو قبول فرما اور ناکامی سے بچاتے ہوئے میرے اس کام کے احسن نتائج مترتب فرما۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’غرض ہر ایک شاندار کام کے شروع میں اس مبدء فیوض کے نام سے مدد چاہنا جو کہ رحمٰن ورحیم ہے ایک نہایت ادب اور عبودیت اور نیستی اور فقر کا طریقہ ہے‘‘

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 ص 425)

الحمدلله۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ تمام خوبیاں، تمام صفات اور تمام محاسن اپنے انتہائی کمال کے ساتھ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات میں پائے جاتے ہیں۔ الحمدللہ اس بات کا اقرار ہے کہ ہر خوبی کا اصل مالک صرف خدا ہے۔ انسان لاشئے محض ہے۔ اس کی ذات کے اندر کوئی خوبی نہیں۔ سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے عکسی طور پر کوئی خوبی اس کو عطا کرے۔ اس بات پر غور کرنے سے انسان کے اندر عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ اور جتنا انسان اپنے آپ کو بے حقیقت سمجھتا ہے یعنی اپنی حقیقت سے باخبر ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ اس اَرحم الرّاحمین کا فضل اور پیار حاصل کرتا ہے۔ الحمدللہ

یعنی۔ ’’تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں‘‘ اس بات کا سچائی کے ساتھ اقرار کرنے والا تکبر و اَنا سے نجات پا کر معرفت الٰہی حاصل کرتا ہے۔ پھر الحمدللہ مقام شکر بھی ہے کہ انسان اگر اپنے اوپر ہونے والے بے شمار فضلوں اور احسانوں کو مدنظر رکھے تو شکرانے کے طور پر ’’الحمدللہ‘‘ بے ساختہ زبان پر آتا ہے۔ ہر تکلیف، ہر ابتلاء عُسر، یُسر اور بیماری وغیرہ کے مواقع پر بھی مومن کا دل شکر الحمدللہ سے لبریز رہتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ابتلاء بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ گناہ بخشے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق ہی سے صبر اور ثابت قدمی عطا ہوتی ہے ۔ اور نتیجے کے طور پر انسان انعامات کا وارث قرار پاتا ہے۔ اس لئے ابتلاء بھی مومن کے واسطے سراسر مقام شکر ہی ہوتا ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

الحمدللہ۔ تمام محامد اس ذات معبود برحق مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ کو ثابت ہیں جس کا نام اللہ ہے ....پس خلاصہ مطلب الحمدللہ کا یہ نکلا کہ تمام اقسام حمد کے کیا باعتبار ظاہر کے اور کیا باعتبار باطن کے اور کیا باعتبار ذاتی کمالات کے اور کیا باعتبار قدرتی عجائبات کے اللہ سے مخصوص ہیں۔ اور اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ اور نیز جس قدر محامدِ صحیحہ اور کمالات تامہ کو عقل کسی عاقل کی سوچ سکتی ہے یا فکر کسی متفکر کا ذہن میں لاسکتا ہے وہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ میں موجود ہیں۔

(براہین احمدیہ ص 364-367 حاشیہ نمبر 11)

ربّ العالمین۔

تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا، پرورش کرنے والا، ترقی عطا کرنے والا۔ صفت رب العالمین کے تحت تخلیق کائنات اور انسانی پیدائش پر غور کرنے سے خدائے عزوجل کا رُعب اور جلال انسان کے دل پر اجاگر ہوتا ہے اور بے ساختہ اللہ اکبر کی صدا دل سے بلند ہوتی ہے۔ کس قدر وسیع کائنات ہے جو اس رب العالمین نے تخلیق فرمائی ہے ۔ ہماری زمین اتنی بڑی ہونے کے باوجود بعض دوسرے سیاروں کے مقابلہ میں محض ایک چنے کے دانے کے برابر ہے ۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ اگر بیس ارب سال تک انسان 186000 میل فی سیکنڈ کے حساب سے محوسفر رہے تو وہاں بھی کائنات موجود ہے ۔ اس قدر وسیع کائنات میں جتنے بھی اجرام ہیں سب ایک معین نظام کے تحت اپنے اپنے دائروں میں معین رفتاروں سے اور معین قوتوں سے سفر کر رہے ہیں۔ اور یہ سارا نظام معین اصولوں کے تحت چل رہا ہے۔ اور معین اصولوں کے تحت وسعت پذیر ہے۔ خدا ہی ہے جس نے اس کائنات کا نقشہ سوچا اور تخلیق کیا اور وہی ہے جو اس نظام کو چلا رہا ہے ۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ زمین کے علاوہ بھی کہیں زندگی پائی جاتی ہے۔ یا نہیں؟ لیکن زمین پر تو بہرحال موجود ہے۔ وہ رب العالمین زمین پر موجود ہر ذی رُوح کی کیا احسن طریق پر ربوبیت فرماتا ہے۔ ہر ذی رُوح کو اس کی ضرورت کے مطابق اور اس کے حالات کے مطابق رزق پہنچانا اسی کا کام ہے۔ وہ رب العالمین خدا نہ صرف پرورش فرماتا ہے بلکہ ہر ذی رُوح کو اس کی استعداد کے مطابق ترقی کے سامان بھی بہم پہنچاتا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’ترتیب طبعی کے لحاظ سے پہلی خوبی وہ ہے جس کو سورۃ فاتحہ میں رب العالمین، کے فقرہ میں بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت یعنی پیدا کرنا اور کمال مطلوب تک پہنچانا تمام عالموں میں جاری و ساری ہے ۔ یعنی عالم سماوی اور عالم ارضی اور عالمِ اجسام اور عالمِ ارواح اور عالمِ جواھر اور عالمِ اعراض اور عالمِ حیوانات، عالمِ نباتات اور عالمِ جمادات اور دوسرے تمام اقسام کے عالم اس کی ربوبیت سے پرورش پا رہے ہیں۔

(ایامِ صلح روحانی خزائن جلد 14 ص 248)

الرحمٰن بن مانگے دینے والا، بغیر عمل کے دینے والا۔ یہ خدا تعالیٰ کے وہ احسانات ہیں جن میں کسی بھی ذی رُوح کی کسی محنت یا کوشش کا دخل نہیں بلکہ یہ صرف اَرحم الراحمین کی عطائے محض ہے۔ مثلاً انسانی ضرورت کے واسطے چاند، سورج، ستارے، نباتات و جمادات کا پیدا کرنا، بارش برسانا۔ ہر جاندار کو پیدائش سے پہلے ضروری تربیت مہیا فرمانا جیسے مُرغی کے چوزے کو دانہ چگنا اور گائے کے بچھڑے کو دودھ چوسنا، اس کی صفت رحمانیت کے تحت اس دنیا میں آنے سے پہلے سکھایا جاتا ہے ۔ اسی طرح بنی نوع انسان کی اصلاح اور نجات کے واسطے کلام الٰہی کا نزول اور انبیا کرام علیہم السلام کی بعثت بھی صفت رحمانیت کے تحت ہے۔ آنحضرت ﷺ کا تشریف لانا اور قرآن کریم کا نازل ہونا کیا عرب قوم کی کسی خوبی، دعا یا عمل کا نتیجہ تھا؟ نہیں!! یہ صرف صفت رحمانیت کا جلوہ ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’اذن الٰہی سے صفت الرحمان کا فیضان انسان اور دوسرے حیوانات کو قدیم سے حکمت الٰہیہ کے اقتضاء اور جوہر قابل کی قابلیت کے مطابق پہنچتا رہا ہے۔ نہ کہ مساوی تقسیم کے طور پر اور صفت رحمانیت میں انسانوں یا حیوانوں کے قویٰ کے کسب اور عمل اور کوشش کو کوئی دخل نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا خالص احسان ہے جس سے پہلے کسی کا کچھ عمل بھی موجود نہیں ہوتا اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عام رحمت ہے جس میں ناقص یا کامل شخص کی کوششوں کا کوئی دخل نہیں ہوتا‘‘۔

(ترجمہ از عربی عبارت:۔ اعجاز المسیح روحانی خزائن جلد 18 ص 92)

الرحیم۔ عمل کا نتیجہ پیدا کرنے والا، بار بار رحم کرنے والا، دُعاؤں کو قبول کرنے والا، کوششوں کو بااثر کرنے والا۔ صفت رحمانیت میں جو عطا کیا جاتا ہے وہ بلا محنت، کوشش اور دعا کے ہوتا ہے ۔ لیکن صفت رحیمیت انسان کی کوششوں کی بارآوری کا نام ہے۔ خدائے رحیم انسان کے ناقص اعمال کو اور ادُھوری کوششوں کو محض اپنے فضل اور رحم کے ساتھ قبول فرما کر ان کے بہتر نتائج پیدا فرماتا ہے۔ اور بعض دفعہ بہت تھوڑی کوشش کا بہت زیادہ پھل عطا فرماتا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’پھر دوسرا کام اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ اپنی صفتِ رحیمیت کو ظاہر کرے اور جو کچھ بندہ نے محنت اور کوشش کی ہے اس پر نیک ثمرہ مترتب کرے اور اس کی محنتوں کو ضائع ہونے سے بچا کر گوہر مراد عطا فرمادے اس صفتِ ثانی کی رُو سے کہا گیا ہے کہ جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے جو مانگتا ہے اسے دیا جاتا ہے ۔ جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے واسطے کھولا جاتا ہے یعنی خدا تعالیٰ صفتِ رحیمیت سے کسی کی محنت اور کوشش محنت کو ضائع ہونے نہیں دیتا۔‘‘

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 ص 429)

مالك يوم الدين۔ وہ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ اچھے کام کا بدلہ اس جہان میں بھی ملتا ہے اور اگلے جہان میں بھی۔ اس طرح برے کاموں کی سزا بھی اسی جہان میں ملنا شروع ہو جاتی ہے لیکن مدِنظر رہے کہ وہ مالک ہے جو کہ مَلِک یعنی جو بادشاہ سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ بادشاہ

انصاف کا پابند ہوتا ہے۔لیکن مالِک بادشاہ کی طرح انصاف کرنے پر پابند اور مجبور نہیں ہوتا۔ نیکی کا اجروہ اپنی ملکیت کی بناء پر جس قدر چاہے بڑھا کر دے سکتا ہے اور گناہوں کی سزا میں جس قدر چاہے تخفیف کرسکتا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعودفرماتے ہیں:۔

’’ہر ایک بدی کی سزا دینا خدا کے اخلاق عفو اور درگزر کے برخلاف ہے۔کیونکہ وہ مالک ہے نہ صرف ایک مجسٹریٹ کی طرح۔ جیسا کہ اس نے قرآن شریف کی پہلی سُورۃ میں ہی اپنا نام مالک رکھا ہے۔اور فرمایا کہ مالکِ یوم الدّین یعنی خدا جزا سزا دینے کا مالک ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی مالک مالک نہیں کہلا سکتا جب تک دونوں پہلوؤں پر اس کو اختیار نہ ہو۔یعنی چاہےتو پکڑے اور چاہے تو چھوڑ دے‘‘۔

(چشمہ معرفت۔روحانی خزائن جلد23 ص24)

پھر فرماتے ہیں۔ مالک یوم الدّین سے صرف یہ مراد نہیں کہ قیامت کو جزا سزا ہوگی بلکہ قرآن شریف میں بار بار اور صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ قیامت تو مجازات کبریٰ کا وقت ہے مگر ایک قسم کی مجازات اسی دنیا میں شروع ہے جس کی طرف آیت یجعل لکم فرقانا (انفال30) اشارہ کرتی ہے۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد19 ص42)

اياك نعبدواياك نستعين۔تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔عبادت کرنے یا عبد بننے کا دعویٰ بڑا مشکل دعویٰ ہے ہم اپنی زبان سے تو یہی کہتے ہیں کہ اے خدا تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں لیکن کیا ہم واقعی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہیں کیا واقعی عبد بننے کے تقاضے ہم سے پورے ہوتے ہیں؟۔البتہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں ۔ کہ اے رب العٰلمین اے رحمان اور رحیم ہم تیری عبادت سنوار کر کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔تو اپنے رحم کے ساتھ ہماری کمزوریوں کو دور فرما اور اپنی جناب سے ہماری مدد فرماتے ہوئے ہمیں توفیق بخش کہ ہم تیرے عبد بن سکیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعودفرماتے ہیں:۔

چھٹی صداقت جو سورۃ فاتحہ میں مندرج ہے۔ اياك نعبدواياك نستعين ہے جس کے معنی یہ ہیں اے صاحبِ صفات کاملہ اور مبدء فیوض اربعہ ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور پرستش وغیرہ ضرورتوں اور حاجتوں میں مدد بھی تجھ سے ہی چاہتے ہیں یعنی خالصتاً معبود ہمارا تو ہی ہے اور تیرے تک پہنچنے کے لئے کوئی اور دیوتا ہم اپنا ذریعہ قرار نہیں دیتے نہ کسی انسان کو نہ کسی بُت کو نہ اپنی عقل کو اور نہ اپنے علم کو کچھ حقیقت سمجھتے ہیں اور ہر بات میں تیری ذات مطلق سے مدد چاہتے ہیں۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد1 ص525)

حضرت مسیح موعودفرماتے ہیں:۔

اِياك نعبد گو انسانی فطرت کا اصل تقاضا اور منشاء ہے اور وہ اياك نستعين کے بغیر پورا نہیں ہوتا لیکن اياك نعبد کو اياك نَستعين پر مقدم کرکے یہ بتایا ہے کہ پہلے ضروری ہے کہ جہاں تک انسان کی اپنی طاقت، ہمت اور سمجھ میں ہو خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں کے اختیار کرنے میں سعی اور مجاہدہ کرے۔اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں سے پورا کام لے اور اس کے بعد پھر خدا تعالیٰ سے اس کی تکمیل اور نتیجہ خیز ہونے کے لئے دعا کرے۔

(الحکم 24۔اکتوبر 1904 ص2)

پھر آپ فرماتے ہیں۔’’نماز میں سورۃ فاتحہ کی دعا کا تکرار نہایت مؤثر چیز ہے۔کیسی بے ذوقی و بے مزگی ہو اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہئے یعنی کبھی تکرار آیت اياك نعبدواياك نستعين کا اور کبھی تکرار آیت اھدنا الصراط المستقيم اور سجدہ میں يا حي يا قيوم برحمتك استغيث

(الحکم 20 فروری 1898 ص9)

اهدنا الصراط المستقيم۔
ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ایسا راستہ جو انسان کو کم سے کم وقت میں یقینی طور پر منزل مقصود تک پہنچا دے۔المستقیم کہلاتا ہے۔ یہاں صراط مستقیم سے مراد وہ راستہ ہے جو انسان کو اس کے مقصد حیات سے ہمکنار کرے۔یعنی اسے معبود حقیقی تک پہنچا دے۔ایسا راستہ جس پر چل کر اسے معرفتِ الٰہی نصیب ہو۔اور وہ انعام یافتہ لوگوں میں شمار ہو جائے ۔حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’پس خلاصہ یہ ہے کہ اهدنا الصراط المستقيم کی دعا انسان کو ہر کجی سے نجات دیتی ہے اور اس پر دین قویم کو واضح کرتی ہے اور اس کو ویران گھر سے نکال کر پھلوں اور خوشبوؤں سے بھرے باغات میں لے جاتی ہے اور جو شخص بھی اس دعا میں زیادہ آہ وزاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو خیر و برکت میں بڑھاتا ہے‘‘۔

(ترجمہ از عربی عبارت، کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد7 ص136)

صراط الذين انعمت عليهم ۔
ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ان انعام یافتہ لوگوں کا ذکر قرآن کریم میں دوسری جگہ ملتا ہے۔فاولئك مع الذين

(سورۃ النساء آیت70)

اس راستہ پر چل کر انسان صالح ،شہید، صدیق اور نبی تک کا مقام حاصل کرسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعودفرماتے ہیں:۔

’’ہم نماز میں یہ دعا کرتے ہیں کہ اهدنا الصراط المستقيم ۔اس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنے ترقیِ ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے چار قسم کے نشان چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں۔نبیوں کا کمال۔صدیقوں کا کمال ،شہیدوں کا کمال، صلحاء کا کمال۔سو نبی کا خاص کمال یہ ہے کہ خدا سے ایسا علم غیب پاوے جو بطور نشان کے ہو اور صدیق کا کمال یہ ہے کہ صدق کے خزانے پر ایسے کامل طور پر قبضہ کرے یعنی ایسے اکمل طور پر کتاب اللہ کی سچائیاں اس کو معلوم ہو جائیں کہ وہ بوجہ خارق عادت ہونے کے نشان کی صورت پر ہوں اور اس صدیق کے صدق پر گواہی دیں اور شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دُکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوت ایمانی اور قوت اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے۔اور مردِ صالح کا کمال یہ ہے کہ ایسا ہر ایک قسم کے فساد سے دور ہو جائے اور مجسم صلاح بن جائے کہ وہ کامل صلاحیت اس کی خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان مانی جائے سو یہ چاروں قسم کے کمال جو ہم پانچ وقت خدا تعالیٰ سے نماز میں مانگتے ہیں یہ دوسرے لفظوں میں ہم خدا تعالیٰ سے آسمانی نشان طلب کرتے ہیں۔اور جس میں یہ طلب نہیں اس میں ایمان بھی نہیں ۔ہماری نماز کی حقیقت یہی طلب ہے جو ہم چار رنگوں میں پنج وقت خدا تعالیٰ سے چار نشان مانگتے ہیں اور اس طرح پر زمین پر خدا تعالیٰ کی تقدیس چاہتے ہیں۔ تا ہماری زندگی انکار اور شک اور غفلت کی زندگی ہو کر زمین کو پلید نہ کرے اور ہر ایک شخص خدا تعالیٰ کی تقدیس تبھی کرسکتا ہے کہ جب وہ چاروں قسم کے نشان خدا تعالیٰ سے مانگتا رہے‘‘۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد15 ص515)

غيرالمغضوب عليهم و لا الضا لين۔نہ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تیرا غضب نازل ہوا۔اور نہ ان لوگوں کے راستے پر جو گمراہ ہوئے ۔مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ مغضوب عليهم سے مراد یہودی اور ضالین سے مراد عیسائی ہیں۔لیکن سوال یہ ہے کہ مسلمان کو یہ دعا کیوں سکھائی گئی اس بارہ میں حضرت مسیح موعودفرماتے ہیں:۔’’قرآن شریف کی پہلی ہی سُورۃ میں جو اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے کہ مغضوب عليهم اور ضالین لوگوں میں سے نہ بننا ۔یعنی اے مسلمانو! تم یہود و نصاریٰ کے خصائل کو اختیار نہ کرنا۔اس میں بھی ایک پیشگوئی نکلتی ہے کہ بعض مسلمان ایسا کریں گے یعنی ایک زمانہ آئے گا کہ ان سے بعض یہود اور نصاریٰ کی خصائل کو اختیار نہ کرنا ۔اس میں سے بھی ایک پیشگوئی نکلتی ہے کہ بعض مسلمان ایسا کریں گے یعنی ایک زمانہ آوے گا کہ میں ان میں سے بعض یہود اور نصاریٰ کے خصائل اختیار کریں گے کیونکہ حکم ہمیشہ ایسے امر کے متعلق دیا جاتا ہے جس کی خلاف ورزی کرنے والے بعض لوگ ہوتے ہیں۔

(الحکم 31 مارچ 1901 ص10)

مزاج کے مطابق دوا

ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل سے ماخوذ۔

(الف)’’بعض دفعہ آنکھیں پھول کر باہر آ جاتی ہیں۔ایلوپیتھی میں اس کا علاج عموماً آپریشن سے کیا جاتا ہے۔اس بیماری کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں۔غدودوں کی خرابیاں، گٹھلیاں یا سلی مادوں کی موجودگی سے آنکھ کے ڈھیلے پھول جاتے ہیں۔ آرم میٹ میں کوئی معین وجہ تو نہیں بتائی گئی لیکن اسے ایسی پھولی ہوئی آنکھ کے علاج میں مفید بتایا گیا ہے۔ میں نے نیٹرم میور اور بیسی لینم کو بھی اس میں بہت مفید پایا ہے۔اگر آنکھ میں خون کا دباؤ زیادہ ہو تو بیلاڈونا اور آرنیکا بھی ساتھ ملا کر دینا چاہئے۔ سب سے اہم بات یہ پیش نظر رکھنی چاہئے کہ مریض کے مزاج کو سمجھ کر دوا تشخیص کی جائے۔ ہر مریض کا کوئی نہ کوئی خاص نسخہ ہے جو اس کے مزاج اور روزمرہ کے رجحانات سے تعلق رکھتا ہے، وہ معلوم کرنا چاہئے لیکن اگر بہت سی علامتیں گڈمڈ نظر آئیں اور تشخیص نہ ہو سکے تو پھر مذکورہ بالا مجوزہ نسخہ استعمال کر کے دیکھیں ۔ میں نے اسے بہت مفید پایا ہے‘‘۔

(صفحہ:114)

(ب)’’یہ بات ہمیشہ یاد رکھی چاہئے کہ جو دوا دواؤں کے مزاج کو پہچان کر دی جائے وہی اصل علاج ہے اور یہ خیال کر لینا کہ جو مرض ایک دوا سے ٹھیک ہوا سی دوا سے ویسا ہر مرض ٹھیک ہوگا، محض خوش فہمی ہے‘‘ (صفحہ: 408)

(ج) ’’چھاتی کی تکلیفوں میں جو عموماً کمزوری اور بلغمی مزاج کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں ارجنٹم سے زیادہ سٹینم (Stanum) مفید ہے‘‘

(صفحہ:76)

(د)’’لیکسس پیٹ کی ہوا کے لئے بھی مفید ہے۔اس کے مریض کا پیٹ ہوا سے تن جاتا ہے۔ اگر یہ معلوم کرلیا جائے کہ مریض کا مزاج کس دوا کا مطالبہ کرتا ہے تو صحیح معنوں میں اس کی مرض پر قابو پایا جاسکتا ہے۔سرد موسم میں مریض بہت ٹھنڈا ہو اور پیٹ میں ہوا بھی ہو جائے تو سورائینم مفید ہے۔رکی ہوئی ہوائیں جاری ہو جاتی ہیں لیکن ان میں سخت بدبو ہوتی ہے۔لیکسس میں بھی ہوا خارج ہونے سے پیٹ کا تناؤ کم ہو جاتا ہے لیکن ہوا میں بدبو نہیں ہوتی‘‘۔

(صفحہ:552)

مکرم ڈاکٹر حافظ محمد اسحٰق صاحب

چین کے ساتھ اسلام کے ابتدائی روابط

اسلام کی اول ترین صدیوں کا جو چینی ریکارڈ پایا جاتا ہے اس میں اسلام کی آمد کا ذکر ملتا ہے۔ آنلز آف کوانگ ٹنگ (Annals of Kawangtung) میں چین میں اولین مسلمانوں کی آمد کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

’’T'ang خاندان کے ابتدائی ایام میں انّام (Annam) کی سلطنت اور کیمبوڈیا اور مدینہ اور کئی دوسرے ممالک سے اجنبی لوگوں کی ایک بڑی تعداد کینٹن (Canton) میں وارد ہوئی۔ یہ اجنبی لوگ عرش (بہ الفاظ دیگر خدا) کی عبادت کیا کرتے تھے ان کے عبادت خانوں میں بتوں، مجسموں یا عکسی تصاویر کی ممانعت تھی۔ مدینہ کی سلطنت ہندوستان کے قرب وجوار میں ہے۔ اسی سلطنت سے ان اجنبیوں کے مذہب کا آغاز ہوا تھا۔ جو بدھ مت سے جداگانہ ہے وہ لحم الخنزیر نہیں کھاتے۔ شراب نوشی نہیں کرتے۔ غیر ذبیحہ جانور کے گوشت کو ناپاک متصور کرتے ہیں۔

’’بحوالہ Mission d'ollone: Researches Sur les Musulmans Chinois 1911

اس رپورٹ میں اس بات کو سراہا گیا ہے کہ وہ بڑے متمول لوگ تھے اور اپنے درمیان انتخاب شدہ سربراہ کی تابعداری کرتے تھے۔ درحقیقت فارس کے ایک فیروز نامی بادشاہ نے عربوں کے خلاف جنگ کے لئے چین سے اعانت کی اپیل کی تھی۔

Chavannes E., Documents Sur les Turcs Ocidentaax, St. Petersburg 913

لیکن شہنشاہ چین کا جواب یہ تھا کہ فارس بہت دور دراز ہے اس لئے مطلوبہ افواج نہیں بھجوائی جاسکتیں۔ اسلام کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارہ میں روایت کی جاتی ہے کہ عیسوی کیلنڈری کے سن 651 میں جب چین کا سفارت کار وطن کو واپس ہوا تو آپ نے اس کی معیت میں ایک عرب جرنیل کو روانہ کیا تھا۔ 703 سے 715 تک ولید کے عہد کا دور دورہ تھا۔ قریباً انہی ایام میں مسلمان جرنیل ہندوستان کی طرح سپین کو بھی روانہ ہو رہے تھے۔ خراسان کے مسلمان گورنر نے Oxus کو عبور کرکے بخارا، سمرقند اور نواحی شہروں کو زیرِ نگیں کرلیا۔ بعد ازاں اس نے سلطنت چین کی مشرقی سرحدوں تک اپنی فتوحات کو پہنچا دیا۔ جس سے چین اور اموی خلفاء کے درمیان بین الحکومتی تعلقات کی داغ بیل پڑی جو ایک عرصہ تک جاری وساری رہی۔ یہاں تک کہ اس کے آثار علی الخصوص عباسی خلفاء کے زمانہ تک پائے جاتے ہیں۔

Thiersant P.,Le Mahomatismeenchine, Paris 1878, Vol.1, pp.70-71

عربوں اور چین کے مابین تعلقات زیادہ تر کمرشل اور بین الحکومتی نوعیت کے تھے۔ جو تیرھویں صدی میں منگول فتوحات تک جاری رہے۔ 1257ء کے قریب بغداد میں بنوعباس کی مسلم حکومت کو منگولوں نے تاخت وتاراج کرنا شروع کر دیا تھا۔ اسی عرصہ میں اگر چین کے شہری کارندے وسط ایشیا میں آباد ہو چکے تھے تو عرب اور وسط ایشیا کے مسلمان چین میں آباد ہونے لگ گئے تھے۔ خواہ وہ تاجر، صناع، سپاہی یا پھر جنگی قیدی ہی کیوں نہ تھے۔ منگولوں نے بغداد کی عباسی خلافت پر بڑی ہی بے رحمی سے حملے کئے تھے۔ لیکن بعد میں وہی مشرف بہ اسلام بھی ہوئے۔ چین نے ان منگولی حکمرانوں کو اعلیٰ عہدوں پر فائز کر رکھا تھا۔ ان برسرآوردہ مسلمانوں کو چین میں پُرامن ذرائع سے اشاعت اسلام میں نمایاں طور پر کامیابی نصیب ہوئی۔ اگرچہ ایک لحاظ سے اس میں اہل چین سے باہمی شادیوں کا بھی عمل دخل تھا۔ مشہور عرب سیاح اور مؤرخ، ابن بطوطہ، جو چودھویں صدی میں اپنے جہاں گردسفروں کی وجہ سے نامی گرامی ہے، نے چین کے کئی ساحلی قصبوں اور شہروں کا دورہ کیا۔ اس کا بیان ہے کہ وہاں مسلمانوں نے اس کا دلی خیر مقدم کیا۔ مسلمانوں نے اپنی مساجد بنا رکھی ہیں۔ ان کو اہلِ چین عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

رفتہ رفتہ ازمنہ وسطیٰ کے اواخر تک مسلمانوں کی آبادی اہل چین کی مقامی کمیونٹی میں مدغم ہوگئی۔ اسی اثناء میں چین کے شہنشاہوں اور تیموری شہزادوں کے درمیان سفارت کاروں کا باہمی تبادلہ ہونا شروع ہوگیا۔ سرٹامس آرنلڈ نے اپنی کتاب Preaching of Islam میں ایک بڑا دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے، جس سے مسلمان علماء اور عمائدین کی پُرجوش تبلیغی روح کی غمازی ہوتی ہے:

یہ 1412ء کی بات ہے کہ وسط ایشیا کے بادشاہ شاہ رخ بہادر کے سمرقند کے دربار میں اہل چین کی ایمبیسی کا قیام عمل میں آیا۔ تو اس نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے جواب میں اہل چین کے نام قبول اسلام کی دعوت کو شامل کر دیا۔ اس نے چینی سفراء کی واپسی پر ان کے ہمراہ اپنے ایلچی کے ہاتھ دو خطوط روانہ کئے جن میں سے ایک عربی میں کچھ اس طرح سے تھا۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

(کلمہ طیبہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ میری امت میں خدائے تعالیٰ کے احکامات کو اوڑھنا بچھونا بنانے والے کبھی بھی نابود نہ ہوں گے۔ اے وے جوان کی استعانت میں ناکام رہتا ہے یا معاندت کرتا ہے وہ کبھی کامگار نہ ہوگا۔ تا آنکہ حکم خداوندی کا نزول ہووے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی نسل کی تخلیق کا ارادہ کیا تو اس نے فرمایا میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ میں نے اپنی پہچان کروانی چاہی اس لیے میں نے انسان کو تخلیق کیا۔ تا میری پہچان ہوسکے۔ (کنت کنزاً مخفیھا...... الخ)۔ پس اس سے واضح ہوگیا کہ وہ جو قادر وقدیر ہے اور جس کا کلام اعلیٰ وارفع ہے، کا منشاء یہی تھا کہ وہ اپنی پہچان کروائے اور مبنی برصداقت کو اور مذہب کے جھنڈوں کو بلند کردے۔ فلہٰذا اس نے اپنے رسول کو ہدایت، سچائی اور مذہب دے کر مبعوث فرمایا۔ تا کہ اس کے دین کا دوسرے تمام ادیان پر غلبہ ہو۔ اگرچہ متعدد معبودوں کی پرستش کرنے والے اس سے روگردانی کرنے والے ہیں۔ تا رسول شریعت اور احکامات الٰہی کو واضح کردے اور شرعی اور غیر شرعی کی تمیز سے پیروی ہونا شروع ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ نے معجزۃً اسے قران پاک دیا تا کہ رسول اس کے ذریعہ کفار کو لاجواب کردے اور جب وہ اس سے بحث میں پڑ جائیں یا مخاصمہ کرنے لگیں تو ان کے دلائل کو کاٹ دے اور خدائے تعالیٰ نے اپنے کامل رحم وکرم سے اور اپنی ہدایت کی بدولت قرآن پاک کو قیامت تک ابدی بقا بخشی ہے۔ تمام ادوار اور ہر زمانہ کے لئے دنیا کے کونہ کونہ کے لئے، مشرق یا مغرب یا چین کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت سے وسیع اختیارات والا حکمران اعلیٰ قائم کیا ہے۔ جو عظیم افواج کا مالک اور حاکم ہے تا انصاف اور رحم سے برتاؤ کیا جائے۔ تا بنی نوع انسان کو امن اور استحکام نصیب ہو۔ نیک سلوک کو لوگوں پر واجب کردے اور سیاہ کاری اور نافرمانی کے خلاف متنبہ کردے اور ان لوگوں میں دین حنیف کے جھنڈے لہرادے اور توحید الٰہی پر ایمان کے ذریعہ سے ان میں سے بت پرستی اور کفر کو تتّر بتّر کردے۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم پر ماضی میں نازل ہونے والی رحمتیں اور ان کا سلسلہ جو آئندہ جاری رہے گا، کے ذریعہ سے وہ ہمارے دلوں کو اس مقصد کے لئے تیار کر دیتا ہے کہ خالص دین کی شریعت قائم کرنے کی سعی کریں اور روشن سبیل (صراط مستقیم) کو جاری رکھتے چلے جائیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم بہرکیف اور بہرصورت عوام سے انصاف کا سلوک روا رکھیں۔ جو نبی پاکؐ کے مذہب اور مقام محمود والوں کے احکامات کے مطابق ہو۔ مسجدوں، کالجوں، خانقاہوں اور تارک الدنیا کے گوشوں اور عبادتخانوں کی تعمیر کرو تا مختلف علوم کی تدریس اور تعلیمی ادارے ختم نہ ہوجائیں اور نہ ہی یادگار تقاریب اور دینی فرائض پس پشت چلے جائیں۔ اس امر کے پیش نظر کہ دنیاوی خوشحالی اور کنٹرول کے لامتناہی ہونے اور حکمرانی اور اختیارات کے مستقل ہونے کا انحصار محض اس امر پر ہے کہ سچائی اور راست بازی کی حمایت کی گئی ہو اور بت پرستی اور لادینیت سے پیدا ہونے والی سیاہ کاریوں کی خطہ ارض سے بیخ کنی کی گئی ہو۔ برکت اور انعام کی خواہش کے ساتھ۔ پس ہم توقع کرتے ہیں کہ جلالۃ الملک اور مملکت کے شرفاء ہمارے ساتھ ان امور پر تعاون کریں گے اور ہمارے ساتھ مل کر مروّجہ شریعت کی بنیادوں کو مستحکم کریں گے۔

دوسرا خط جو فارسی میں مرقوم تھا براہ راست اپیل کرتا ہے اور عربی کے اسلوب سے مزین ہے۔

خدائے تعالیٰ نے دانشوری کی گہرائیوں میں جاکر اپنی قدرتِ تامہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا۔ خدائے تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے بعض کو نبی اور رسول بنا کر لوگوں میں مبعوث فرمایا۔ تا کہ ان کو راست بازی کی طرف لے آئے۔ ان انبیاء میں سے بعضوں پر جیسے ابراہیم، موسیٰ، داؤد اور محمد (علیہم السلام) پر خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب نازل فرمائی اور شریعت بھی سکھلائی۔ ان کے زمانہ کے لوگوں کو خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے مذہب اور شریعت کی پیروی کریں۔ ان تمام رسولوں نے لوگوں کو دعوت دی کہ وہ توحید پر ایمان لائیں اور خدا تعالیٰ کی عبادت کریں۔ سورج، چاند، ستاروں، بادشاہوں اور بتوں کی پرستش سے منع کیا۔ اگرچہ ان رسولوں میں سے ہر ایک کی شریعت الگ الگ تھی لیکن خدا تعالیٰ کی توحید کے مسئلہ پر ان سب کا اتفاق تھا۔ جب خدا تعالیٰ کی عنایت سے رسول اللہ محمد ﷺ حامل امور نبوت ہوئے تو تمام دوسری شریعتیں منسوخ کر دی گئیں۔ وہ رسول اللہ اور نبی آخر الزماں تھے۔ تمام دنیا کے لئے مناسب اور لازم ہے کہ خواہ مالک ہوں، بادشاہ ہوں، وزیر ہوں، امیر یا غریب ہوں، چھوٹے یا بڑے ہوں، کہ اس کی شریعت کی پیروی کریں اور گزشتہ تمام ادیان اور شریعتوں کو چھوڑ دیں۔ کچھ عرصہ گزرا چنگیز خان نے مسلح افواج تیار کرکے اپنے بعض جیالوں کو مختلف اطراف میں بادشاہوں اور ممالک کو روانہ کیا۔ جیسے (Juji Khan) جوجی خان کو سارے (Sary) کی سرحد پر اور کریم (Qarim) کو دشت کف چک (Dasht Qafchak) کی طرف۔ اس کے نتیجے میں بعض حکمران مسلمان

ہوگئے اور حضرت محمد ﷺ کی شریعت کے پیروکار بن گئے۔ان حکمرانوں میں ازبیک خان ، چانی (Chani) خان اور عرس خان شامل تھے۔جن دنوں میں ہلاکو خان ،خراسان ،فرات اور اس کے نواحی ملکوں پر لمن الملک کی کوس بجارہا تھا تو اس کے بعض جانشین بننے والے بیٹوں نے اپنے دلوں میں شریعت حضرت محمد ﷺ کے نور کے لئے جگہ پائی اور اس طرح سے مشرف بہ اسلام ہو گئے۔اسلام کی ازلی برکت سے ہی ابدی سرفرازی ان کے حصہ میں آئی۔مثال کے طور پر راست باز بادشاہ غازان اور اُل جے تو سلطان اور خوش نصیب بادشاہ ابوسعید بہادر جن کے بعد میرا معظم باپ تیمور گُرگن تخت کا جانشین بن گیا۔اس نے اپنے ماتحت تمام ممالک میں حضرت محمد ﷺ کی شریعت کا نفاذ کیا اور اس کے تمام تر عہد حکومت میں اسلامیان بدرجہ اتم خوشحالی سے لطف اندوز ہوتے رہے۔اب جبکہ خدا تعالیٰ کی عنایت اور مہربانی سے خراسان ،فرات اور ماوراءالنہر وغیرہ کی سلطنت میری تحویل میں ہے تو ساری کی ساری سلطنت میں انتظام وانصرام نبی پاک ﷺ کی خالص شریعت سے سرانجام پا رہا ہے۔راست بازی واجب اور سیاہ کاری ممنوع ہے لہٰذا چنگیز خان کی رسومات کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے۔ اس وقت سے لے کر اب تک یہ امر مسلمہ اور محکم ہو چکا ہے کہ روز قیامت بخشش اور نجات کا انحصار اور دنیا و مافیہا کی حکمرانی اور شادمانی کا انحصار خدائے تعالیٰ کے احسان اور خالص دین اسلام کی پیروی پر ہے۔پس ہمارے لئے لازمی ہے کہ اپنی رعایا سے انصاف اور مساوات کا برتاؤ کریں۔میں پُر امید ہوں کہ خدائے تعالیٰ کے احسان اور انعام کے نتیجہ میں تم بھی حضرت محمد ﷺ کی پیروی کرنے والے بن جاؤ گے اور اسلام کی تقویت کا باعث بنو گے۔تا تم اس دنیا کی عارضی حکومت کے بدلہ میں آنے والی ابدی دنیا کی حکومت سے سودا کرلو۔

عبدالرزاق السمر قندی، مطلع السعدین، صفحہ 60-61 ان تاریخی خطوط کو ریکارڈ میں لانے کے بعد سر ٹامس آرنلڈ یوں رقمطراز ہیں:

یہ بات انہونی ہے کہ ان خطوط نے اس بات کو بعد میں ضرب المثل بنادیا کہ چین کے بادشاہوں میں سے ایک نے اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام اختیار کر لیا تھا۔ اس بات کا حوالہ ہمیں مسلمان تاجروں کے علاوہ سید علی اکبر سے بھی ملتا ہے جس نے پیکنگ میں پندرھویں صدی کے آخری اور سولہویں صدی کے ابتدائی حصہ کے کئی سال گزارے تھے۔کان جان خو کے شہر میں تیس ہزار سے بڑھ کر مسلمان خاندانوں کی آبادی تھی۔ وہ ٹیکسوں سے مستثنیٰ تھے۔وہ بادشاہ کی عنایات سے مسرور تھے جس نے انہیں عطیۃً زمینیں دے رکھی تھیں۔وہ اپنے مذہب کی اتباع میں مکمل رواداری سے شاداں و فرحاں تھے۔اہل چین ان کے مذہب کو بہ نظر استحسان دیکھتے تھے۔مذہب میں تبدیلی اختیار کرنے کی کھلی اجازت تھی۔ دارالحکومت میں ہی چار جامع مساجد پائی جاتی تھیں اور سلطنت کے صوبوں میں مزید نوے مساجد موجود تھیں۔ان تمام مساجد کی تعمیر کے اخراجات کا متحمل بادشاہ ہوا تھا۔

نوٹ از مترجم: ڈاکٹر صاحب مرحوم نے یہ مقالہ 23 فروری 1992ء کو بیت محمود زیورک میں اسلام اور چین پر منعقد ہونے والی کانفرس میں پڑھا۔ جو بعد میں ریویو آف ریلیجنز کے اپریل 1992ء کے شمارہ کی زینت بنا۔

مکرم عطاء النور صاحب

تاریخ کا ایک فاتح جرنیل

برصغیر کا فاتح۔محمد بن قاسم

(75ھ تا 98ھ بمطابق 695ء تا 715ء)

اسلام کا نامور سپہ سالار اور برصغیر پاک وہند کا فاتح۔جس نے پہلی بار برصغیر کے علاقہ سندھ میں قدم رکھا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی جرأت، بہادری، نرم دلی، حسن سلوک اور دانش وحکمت سے غیر مسلموں کو متاثر کیا۔کئی ہندو اس کے اخلاقی اوصاف سے متاثر ہوکر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ پیدائش طائف میں ہوئی۔بچپن اسی شہر میں گزرا۔ بصرہ میں تربیت حاصل کی۔ چچا حجاج بن یوسف نے بچپن ہی میں ان کی صلاحیتوں کا اندازہ لگا لیا تھا۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو چچا جان نے 90ھ میں ایران میں کُردوں کی بغاوت کو ختم کرنے کے لئے بھیجا حالانکہ اس وقت ان کی عمر صرف 15 برس تھی۔

کم عمری کے باوجود کُردوں کو شکست دی۔

بعد ازاں حجاج بن یوسف نے ان کے شاندار کارناموں کی بنا پر انہیں سندھ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔حجاج بن یوسف نے اپنی بیٹی کی شادی محمد بن قاسم سے 16 سال کی عمر میں کردی تھی۔ اسی زمانے میں عرب تاجر خلیج فارس اور بحیرۂ عرب کے راستے دور دور تک مال تجارت لے جاتے تھے۔ ان تاجروں میں سے بہت سے ان ہی ممالک میں آباد ہوگئے تھے۔ جزیرہ سراندیپ میں مقیم بعض عرب تاجروں کا انتقال ہوگیا۔ وہاں کا راجہ مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ مراسم پیدا کرنے کا خواہش مند تھا۔اس نے ان عرب تاجروں کے اہل وعیال کو ایک جہاز کے ذریعے واپس کیا اور ولید کے دربار میں پیش کرنے کے لئے قیمتی تحائف بھی بھیجے۔ دیبل کے قریب راجہ داہر حاکم سندھ کے سپاہیوں نے جہاز کو لوٹ لیا اور عرب عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرلیا۔ جب اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے گورنر حجاج بن یوسف کو یہ خبر ملی تو اس نے سندھ کے راجہ داہر کو خط لکھا کہ ڈاکوؤں کو سزا دے کر ہمارے قیدیوں کو رہا کردے اور ان کا مال واسباب واپس کردے۔ داہر نے جواب دیا کہ یہ کام سمندری ڈاکوؤں کا ہے میں اس معاملے میں بے بس ہوں۔ تاریخ میں آتا ہے کہ ان گرفتار شدگان میں سے ایک عورت نے حجاج کو اطلاع کی تھی اور لکھا تھا کہ ہم مظلوموں کی مدد کرو۔ چنانچہ یکم تا 10 رمضان المبارک 93ھ بمطابق 712ء میں لشکر اسلام کا سندھ کے حکمران راجہ داہر کی فوجوں کے درمیان اروڑ کے مقام پر مقابلہ ہوا۔محمد بن قاسم کی عمر اس وقت صرف 17 سال تھی۔راجہ داہر کے پاس 60 ہزار سپاہی اور ایک سو جنگی ہاتھی تھے۔جبکہ محمد بن قاسم کے پاس 12 ہزار عرب سپاہی اور 3 ہزار سندھی سپاہی تھے۔لیکن اس کے باوجود راجہ داہر کو شکست ہوئی اور وہ جنگ میں مارا گیا۔

راجہ داہر راجہ چچ کا بیٹا تھا۔چچ کی وفات پر اس کا بھائی چندر کچھ مدت حکمران رہا۔وہ مرا تو سندھ کی حکومت دو حصوں میں بٹ گئی۔شمالی سندھ پر داہر اور جنوبی سندھ پر پہلے چندر کے بیٹے ، پھر داہر کے بھائی نے حکومت قائم کرلی۔اول الذکر کا مرکز الور تھا، ثانی الذکر کا برہمن آباد، داہر کا بھائی مرگیا۔ تو پہلے کی طرح پورا سندھ جو موجودہ سندھ کے قصبے سے دگنا تھا۔ داہر کے قبضے میں آ گیا۔ داہر خود رائے اور عاقبت نا اندیش آدمی تھا۔ پہلے اس نے ان مسلمان عربوں کو اپنے ہاں پناہ دی جو اسلامی حکومت کے باغی تھے پھر جب سندھی قزاقوں نے ان جہازوں پر حملہ کردیا جو لنکا سے مسلمان تاجروں کے اہل وعیال کو عرب لے جارہے تھے۔تو داہر نے حجاج، حاکم بصرہ کے کہنے پر بھی قزاقوں کی زیادتیوں پر کوئی توجہ نہ کی۔آخر حجاج نے محمد بن قاسم کو فوج دے کر بھیجا۔ان قیدیوں میں وہ عرب لڑکی بھی شامل تھی جس نے حجاج کو دہائی دی تھی۔ جب محمد بن قاسم نے دریائے سندھ کو عبور کیا تو اروڑ کے مقام پر داہر کی فوج نے اس کا مقابلہ کیا۔ جنگ دس دن جاری رہی۔آخر داہر مارا گیا اور چچ کا قائم ہوا راج ختم ہوگیا۔

دیبل کی فتح کے بعد اسلامی لشکر جھنڈے لہراتا ہوا شہر پر شہر فتح کرتا ہوا ملتان پہنچا۔ ملتان میں اسلامی لشکر کا مقابلہ راجہ داہر کے چچا زاد بھائی کی فوج سے ہوا لیکن بالآخر راجہ بھی قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ملتان ان دنوں بدھ مت کا مرکز تھا۔ یہاں کے ایک مندر سے مسلمانوں کو سونے کا ایک بھرا ہوا کمرہ بھی ملا جو 18 گز لمبا اور 10 گز چوڑا تھا۔ اس وجہ سے عربوں نے ملتان کو سونے کی کان کہنا شروع کردیا۔محمد بن قاسم کا ارادہ پنجاب اور کشمیر تک پہنچنے کا تھا مگر جب چچا کی وفات کی خبر اور واپسی کا حکم ملا تو واپس جانا پڑا۔

اروڑ سندھ کا ایک قدیم قصبہ ہے جو روہڑی سے پانچ میل جنوب مشرق میں واقع ہے۔سکندر اعظم نے یہاں ایک قلعہ تعمیر کرایا تھا۔ 641ء میں یہ رائے خاندان کی وسیع حکومت کا صدر مقام تھا۔ 712ء میں راجا داہر کو شکست دینے کے بعد محمد بن قاسم نے یہاں ایک مسجد تعمیر کی۔ یہ مسجد برصغیر ہندوپاک کی پہلی مسجد تھی۔ یہ شہر جو کبھی ملتان کا ہم پلہ تھا۔964ء میں دریائے سندھ کا رخ بدلنے سے برباد ہوگیا۔ یہاں لال شہباز قلندر (سیہون) کے ہم عصر شکر گنج شاہ کا مزار اور محمد بن قاسم کی تعمیر کردہ مسجد کے آثار آج بھی باقی ہیں۔ایک اور مسجد، جس کو عالمگیری مسجد کہتے ہیں اس کے آثار بھی موجود ہیں۔

95ھ بمطابق 714ء کو حجاج بن یوسف کے انتقال کے بعد ولید بن عبدالملک خلیفہ بنا اس کے بعد سلیمان بن عبدالملک خلیفہ بنا تو اس نے محمد بن قاسم کو معزول کردیا اور یزید بن ابی کبشہ کو سندھ کا عامل مقرر کیا عراق کے والی صالح بن عبدالرحمٰن کے بھائی آدم خارجی کو چونکہ حجاج نے قتل کرادیا تھا اس لئے اس کا انتقام لینے کے لئے محمد بن قاسم کو زنجیروں میں جکڑ کر واسط (عراق) بھیج دیا اور جیل میں قید کردیا۔ وہیں پر اس کی وفات ہوئی۔

انہوں نے سندھ کو فتح کر کے نہ صرف مقامی آبادی کو حکمرانوں کے جبر واستبداد سے نجات دلائی بلکہ جنوبی ایشیا میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کے دروازے کھول دیئے اور سب سے پہلے مسجدیں اور درسگاہیں قائم کیں۔ بہت سے مؤرخین یہ سمجھتے ہیں کہ جس تیزی سے انہوں نے سندھ اور ملتان کا علاقہ فتح کیا اگر مزید چند سال زندہ رہتے تو سارا برصغیر فتح ہوجاتا۔

محمد بن قاسم کے قتل کی دردناک خبر جب سندھ پہنچی تو ہزاروں مسلمان اور ہندو آنکھیں نم ہوگئیں۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم نصیر احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ نظارت دعوت الی اللہ تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 19/اگست 2013ء کو بعد نماز عشاء بیت الذکر پتوکی ضلع قصور میں محترم ڈاکٹر منیر احمد صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت واصف احمد واقف نو ابن مکرم مرزا کاشف بیگ صاحب کی تقریب آمین منعقد ہوئی۔ جس میں خاکسار نے بچے سے قرآن کریم کا ایک حصہ سنا اور دعا کروائی۔ واصف احمد نے تقریباً 6 سال کی عمر میں اپنی والدہ محترمہ سے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کیا ہے۔ بچہ محترم مرزا حمید بیگ صاحب کا پوتا اور حضرت مرزا دین محمد صاحب آف لنگروال رفیق حضرت مسیح موعود اور ننھیال کی طرف سے مکرم ماسٹر عبدالرشید صاحب مرحوم ابن حضرت میاں محمد دین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو قرآن کریم کا حقیقی علم و عرفان عطا فرمائے اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ آمین

نکاح و تقریب شادی

مکرم صفی الرحمٰن خورشید صاحب تحریر کرتے ہیں۔

مکرم اطہر احمد مرزا صاحب ابن مکرم نفیس احمد مرزا صاحب مانچسٹر یوکے کی تقریب شادی ہمراہ مکرمہ کاشفہ نصیر صاحبہ بنت مکرم نصیر الدین صاحب آف فیصل آباد مورخہ 11 جون 2013ء کو گوندل بینکوئیٹ ہال میں ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر رشتہ ناطہ نے 10 ہزار پونڈ پر اس نکاح کا اعلان کیا اور محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے دعا کروائی۔ مورخہ 12 جون کو گوندل بینکوئیٹ ہال میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا اور محترم سلطان محمود انور صاحب نے دعا کروائی۔ دلہا محترم مرزا بشیر احمد صاحب آف لنگروال کا پوتا اور دلہن محترم شیخ محمد اقبال صاحب ابن مکرم شیخ محمد احمد مظہر صاحب کی نواسی اور محترم مرزا معین الدین صاحب سرگودھا کی پوتی ہیں۔ نیز دونوں حضرت مرزا برکت علی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہیں ۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر لحاظ سے دونوں خاندانوں کیلئے بابرکت کرے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم فہد محمود خاں صاحب تحریر کرتے ہیں۔

میری والدہ مکرمہ ناصرہ رحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم طفیل منیر خان صاحب ایڈووکیٹ فیصل آباد مورخہ 13/اگست 2013ء کو حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئیں۔ آپ کی عمر 77 سال تھی۔ آپ لمبا عرصہ نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ میں ٹیچر رہیں۔ سکول قومیائے جانے کے بعد آپ کا تبادلہ راولپنڈی غرناطہ گرلز ہائی سکول میں بطور ہیڈ مسٹریس ہوگیا۔ بعدازاں ترقی پا کر 1995ء میں اسسٹنٹ ڈائریکٹریس آف سکولز راولپنڈی رہیں اور اسی حیثیت سے ریٹائر ہوئیں۔ آپ نیک اور پرہیزگار تھیں۔ آپ نے چار بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں جو کہ شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ والدہ صاحبہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلاتے ہوئے دین کی خدمت کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم طاہر احمد محمود صاحب سیکرٹری مال دارالفتوح غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری اہلیہ محترمہ نادرہ طاہرہ صاحبہ مورخہ 28 اگست 2013ء کو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں وفات پا گئیں۔ آپ کچھ عرصہ سے دل کے عارضہ میں مبتلا تھیں۔ بائی پاس کے بعد clot دماغ میں جانے کی وجہ سے بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا اور چند دن بیمار رہ کر اپنے اللہ کو جا ملیں۔ آپ کی عمر 51 سال تھی۔ آپ بفضل اللہ تعالیٰ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم محمد سلیم صاحب جنجوعہ مرحوم محمد آباد اسٹیٹ کی سب سے بڑی بیٹی اور مکرم محمد شریف صاحب کھوکھر مرحوم ابتدائی معلم نگر پارکر کی بہو اور مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن کی پھوپھوزاد تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ اسی روز بعد نماز عصر بیت مبارک میں مکرم حنیف احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد دعا بھی آپ نے کروائی۔ آپ نے اپنے پیچھے بوڑھی والدہ کے علاوہ 6 بیٹے بیٹیاں، ایک نواسہ، ایک پوتا، ایک پوتی اور 6 بہن بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی بڑی بیٹی کی شادی مکرم عامر نفیس صاحب مربی سلسلہ سے ہوئی۔ آپ کا ایک بیٹا حافظ قرآن ہے۔ آپ بہت خوبیوں کی مالک تھیں۔ جہاں تک حقوق اللہ کا تعلق ہے ان کو بھی خوب نبھایا نماز وقت پر ادا کرتیں۔ نماز تہجد نہ صرف خود ادا کرتیں بلکہ اپنے بچوں کو بھی ترغیب دلاتیں۔ کبھی کسی کے لئے تکلیف کا باعث نہ بنتیں۔ اگر محسوس کرتیں کہ میری کسی وجہ سے کسی کو تکلیف پہنچی ہے تو خود جا کر معافی مانگتیں۔ محلّہ کی بے کس، مجبور خواتین پر گہری نظر رکھتی تھیں اور خاموشی سے ان کی مدد کرتی رہتیں۔ خلافت احمدیہ سے والہانہ محبت تھی۔ ایم ٹی اے گھر میں لگا رہنے کی تلقین کرتیں۔ اگر کوئی بچہ اس کو تبدیل کرتا تو اکثر ناراض ہوتیں۔ صبح تہجد و نماز فجر و قرآن کریم کی تلاوت کے بعد الفضل کا انتظار کرتیں۔ جونہی اخبار آنے کی آواز سنتیں تو گیٹ کی طرف جا کے اسے اٹھاتیں اور مطالعہ کرتیں۔ اگر کسی وجہ سے اخبار نہ آتا تو مجھے کہتیں کہ فون کر کے پتہ کریں کہ کیا وجہ ہے اخبار الفضل نہیں آیا۔ خاکسار ان احباب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے جنہوں نے مسلسل ہمیں دعاؤں میں یاد رکھا اور بیمار پُرسی کرتے رہے اور وفات پر تعزیت کی۔ خدا تعالیٰ ان سب کو اس کے عوض بہترین جزاء عطا فرمائے اور سارے غم فکر، مشکلات سے رہائی دے۔ آمین

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

شکریہ احباب

مکرم طارق احمد اعوان صاحب سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ اسلام آباد تحریر کرتے ہیں۔

میرے خالو مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب ابن مکرم چوہدری محمد شفیع صاحب مرحوم آف مراڑہ ضلع نارووال حال مقیم اسلام آباد بقضائے الٰہی 21/اگست 2013ء کو وفات پا گئے۔ مرحوم حضرت چوہدری ولی داد خان صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے پوتے تھے۔ اس غم کی گھڑی میں ورثاء اور احباب جماعت نے شرکت کر کے ہمارے غم کا مداوا کیا۔ خاکسار ان تمام احباب و خواتین کا شکرگزار ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے آمین۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے نیز تمام ورثاء کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

جماعت کی ویب سائٹس

جماعت احمدیہ پر کئے جانے والے اعتراضات اور ان کے جوابات نیز قومی اسمبلی میں 1974ء کی کارروائی پر مشتمل دو ویب سائٹس تیار کی گئی ہیں ۔ احمدی احباب ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

http://askahmadiyyat.org

http://www.proceedings1974.org

(انٹرنیٹ کمیٹی صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

خدمت خلق

(مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ کو رمضان المبارک 2013ء میں کئی رنگ میں خدمت خلق کے مواقع میسر آئے اور بھرپور خدمت کی توفیق ملی ۔ اس ماہ مجلس نے راشن کے 250 پیکٹس تقسیم کئے۔ ہر پیکٹ میں 2 کلو چینی، 2 کلو کوکنگ آئل، 2 کلو چاول، 2 عدد صابن، 1 پاؤ چائے، 2 پیکٹ سویاں، 1 کلو سفید چنے، 1 کلو چنے کی دال شامل تھی۔ ان پیکٹس کی تیاری اطفال نے خود کی۔ ان پیکٹس پر 3 لاکھ 75 ہزار روپے صرف ہوئے۔ ان پیکٹس کی تقسیم زعماء حلقہ جات کی مدد سے کی گئی۔

اسی طرح عید کے بابرکت اور خوشی کے موقع پر بھی مستحق بچوں کو 600 کی تعداد میں عید گفٹ پیک تقسیم کئے گئے۔ ہر پیکٹ میں 1 عدد جوس 2 پیکٹ سلانٹی، 4 عدد بسکٹ کے پیکٹ، 1 پیکٹ جیلی، 5 عدد غبارے، 4 عدد ٹافیاں اور 40 روپے نقد شامل تھے۔ یہ تحائف عید کے تینوں دن تقسیم کئے گئے۔ ان پیکٹس پر 90 ہزار روپے خرچ ہوئے۔ اس کے علاوہ بعض افراد کی نقدی سے بھی مدد کی گئی ۔ اس پر 12 ہزار 500 روپے خرچ ہوئے۔

اللہ تعالیٰ مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ کی اس خدمت کو قبول کرتے ہوئے مزید خدمت انسانیت کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم رفیع احمد رند صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ڈیرہ غازیخان اور کے ضلع کے دورہ پر ہیں احباب جماعت و اراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

عجائبات عالم

کوہ نور ہیرا

دنیا کا سب سے بڑا اور قیمتی ہیرا

کوہ نور ہیرا بیجا پور (گولکنڈہ) کی کوئلے کی کان سے نکلا تھا۔ گولکنڈہ دکن میں ایک مشہور جگہ ہے۔ دنیا کا یہ قیمتی پتھر کسے ملا صحیح اندازہ نہیں۔ تاہم کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ عادل شاہی خاندان کے پایہ تخت بیجا پور کی کسی کان سے 1273ء میں نکالا گیا تھا جو کہ بعد میں گولکنڈہ منتقل ہوا۔ بیجا پور جہاں سے یہ انمول پتھر ملا بڑا معروف اور تاریخی شہرت کا حامل ہے۔

ہیرے کا وزن $793\frac{5}{8}$ گرین تھا جو پاؤ بھر کے قریب ہوتا ہے صدیاں گزر گئیں اسی طرح ناتراشیدہ حالت میں یہ ہیرا پڑا رہا جس طرح کان سے نکلا تھا۔ مختلف ہاتھوں سے ہوتا ہوا یہ ہیرا شاہ جہاں کے پاس پہنچا۔

1628ء میں شاہ جہاں نے اس کو ترشوا کر اس کے تین ٹکڑے کروائے۔ ایک کا نام کوہ نور اور دوسرے کا نام کوہ طور جبکہ تیسرے ٹکڑے کا نام کسی جگہ نہیں ملتا۔ شاہ جہاں نے تخت طاؤس کے گرد موتیوں اور سونے کے دو مور بنوائے اور ان کی چھاتیوں میں کوہ نور اور کوہ طور جڑوائے اس وقت کوہ نور کا وزن 280 گرین اور کوہ طور کا وزن 194 گرین تھا۔

1839ء میں نادر شاہ نے ہندوستان پر چڑھائی کی اور تخت طاؤس کو لے گیا۔ نادر شاہ کی وفات پر یہ ہیرا اس کے سپہ سالار احمد شاہ ابدالی کے ہاتھ آیا اور وہ اسے لے کر کابل چلا گیا۔ پھر یہ ہیرا شاہ شجاع کے ساتھ پنجاب آیا تو رنجیت سنگھ نے معلوم کروایا کہ ہیرا کہاں ہے جب اسے معلوم ہوا کہ ہیرا شاہ شجاع کی پگڑی میں ہے تو رنجیت سنگھ نے بھائی بندی کا بہانہ کر کے پگڑیاں بدلوانے کے بہانے اس سے پگڑی سمیت ہیرا لے لیا۔

1850ء میں انگریزوں نے راجہ رنجیت سنگھ کے جانشین دلیپ سنگھ کو معزول کر کے پنجاب کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کا کل مال واسباب ضبط کر لیا۔ اس طرح کوہ نور بھی ان کے ہاتھ لگ گیا اور گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی نے اسے ملکہ وکٹوریہ کو تحفتہً بھیج دیا۔ پھر اس کی کانٹ چھانٹ ہوئی اور اس کا وزن $186\frac{1}{6}$ گرین رہ گیا اور اسے شاہی تاج میں لگایا گیا۔ پھر اس کو دوبارہ درست کروایا گیا اور وزن صرف $108\frac{1}{16}$ رہ گیا۔

اس کے ساتھ کا ٹکڑا جو کوہ طور کہلاتا تھا گم ہو گیا تھا اور پھر بڑے عجیب طریقے سے مل بھی گیا۔ جوہریوں نے کوہ نور اور کوہ طور کو ملا کر دیکھا تو دونوں ایک دوسرے پر ہموار بیٹھ گئے۔ ان کو ملانے پر ایک کونہ خالی رہتا تھا۔ اس لئے اس کے تیسرے ٹکڑے کی تلاش شروع ہوئی۔ بالآخر دنیا بھر کے خزانوں کی تلاش کے بعد یہ ٹکڑا شاہ ایران کے خزانے سے مل گیا۔ ان تینوں ہیروں کی آب و رنگ اور دوسرے طریقوں سے پہچان کر لی گئی تو ایک جنس ہی نکلی اور اس ہیرے کے برابر نکلا جو ملک کافور دکن سے لایا تھا اس طرح ان کے ایک ہونے کی تصدیق ہوگئی اور یوں یہ ہیرا ایک بار پھر مکمل ہو گیا۔

خبریں

مشکل تجربات کو تحریری شکل دینا صحت کیلئے بہتر

نیویارک، ایک نئی تحقیق میں انکشاف کیا گیا ہے کہ جذبات کا اظہار نہ صرف ذہنی بلکہ جسمانی صحت کیلئے بھی ضروری ہے اور اپنے مشکل تجربات کو تحریری شکل دینے سے جسمانی تکالیف سے صحت یابی کا عمل دوگنا بڑھ جاتا ہے۔ تحقیق کے دوران 64 سے 97 سال کی عمر کے 49/افراد کو روزانہ 20 منٹ تک اپنے مشکل تجربات کے بارے میں لکھنے کا کہا گیا جس میں یہ بات سامنے آئی کہ اپنے تجربات لکھنے والے افراد کی صحت میں تیزی سے بہتری دیکھنے کو ملی۔

(روزنامہ دنیا 17 جولائی 2013ء)

مصنوعی خمیر بنانے کی کوشش

برطانیہ میں سائنسدان کیمیائی ترکیب سے مصنوعی خمیر کے لئے کروموسومز بنانے میں مصروف ہیں، اس خمیر سے مختلف نوعیت کی ویکسین، بائیو فیولز اور کیمیکلز بنانے میں مدد ملے گی۔ سائنسدان خمیر کے جینوم کے لئے سولہ کروموسومز بنائیں گے جبکہ ڈی این اے کا بڑا حصہ کمپیوٹر پر ترتیب دیا جائے گا، خمیر میں سے قدرتی ڈی این اے نکال کر مصنوعی ڈی این اے منتقل کیا جائے گا۔ اس تحقیقاتی ٹیم میں امریکہ چین اور بھارت کے سائنسدان بھی شامل ہیں۔ یہ ٹیم قبل ازیں بھی خمیر کے لئے دیگر جینوم بنا چکی ہے۔ برطانوی حکومت نے اس منصوبے کے لئے دس لاکھ پونڈز کی امداد کا اعلان کیا ہے، مصنوعی خمیر کی تیاری 2017ء میں مکمل ہوگی۔ سائنسدانوں کے مطابق نئی تحقیق صنعتی انقلاب میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے جبکہ اس سے انسانی حیاتیات کو بہتر طریقے سے سمجھنے میں مدد بھی ملے گی۔

(روزنامہ دنیا 12 جولائی 2013ء)

ربوہ میں طلوع وغروب 7 ستمبر

طلوع فجر	4:23
طلوع آفتاب	5:45
زوال آفتاب	12:06
غروب آفتاب	6:28

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

7 ستمبر 2013ء

2:00 am	خطبہ جمعہ 6 ستمبر 2013ء
7:10 am	خطبہ جمعہ 23/اگست 2013ء
4:05 pm	خطبہ جمعہ 6 ستمبر 2013ء
9:00 pm	راہ ہدیٰ

8 ستمبر 2013ء

3:50 am	خطبہ جمعہ 6 ستمبر 2013ء
8:55 am	خطبہ جمعہ 6 ستمبر 2013ء
11:45 pm	بستان وقف نو

گرمیوں کی گرم ہواؤں میں، آجائیں سیل کی گھٹاؤں میں
سیل۔سیل۔سیل
صاحب جی فیبرکس
ریلوے روڈ ربوہ +92-47-6212310
www.sahibjee.com

مکان برائے فروخت
ایک مکان محلہ نصرت آباد برقبہ دس مرلہ برائے فروخت ہے۔
رابطہ: منور احمد ولد محمد شفیع صاحب
فون: 6214743 موبائل نمبر: 03338989179

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد/طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

روشن کاجل
آنکھوں کی حفاظت اور خوبصورتی کیلئے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

Skylite Institute of Information Technology
(Educating People For Future)
خوشخبری
بیرون ممالک اعلیٰ تعلیم کے خواہشمند طلباء کے لئے
سپوکن انگلش کورس
ایڈوانس کورسز
☆ موبائل ایپلیکیشن ڈویلپمنٹ
☆ ایس ای او
ادارہ کی جانب سے مندرجہ ذیل کمپیوٹر کورسز میں داخلے جاری ہیں۔
☆ کمپیوٹر بیسکس ☆ مائیکروسافٹ آفس ☆ گرافکس ڈیزائننگ ☆ ویب ڈویلپمنٹ
کامیاب طلباء کے لئے سکائی لائٹ کمیونیکیشن میں جاب حاصل کرنے کے مواقع
آج ہی تشریف لائیں اور کورسز کے بارے میں مکمل رہنمائی حاصل کریں۔
نظارت تعلیم سے منظور شدہ
UPS، اور جنریٹر کی سہولت
ائرکنڈیشنڈ کلاس رومز
کوالیفائیڈ ٹیچرز
4/14. 2nd Floor, Gole Bazar Rabwah, PH: 047-6211002, 03334407321

FR-10

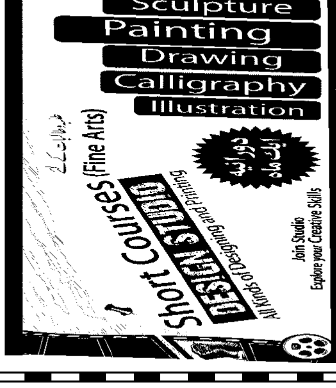

BETA®
PIPES
042-5880151-5757238